دوامِ حدیث

قسط نمبر ۲

حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

ایک الزام

حضرت صفیہ کا نکاح ؛

حضرت صفیہ جنگِ خیبر کے اسیروں میں شامل تھیں ۔ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی ، آپ نے فرمایا ، خود چن لو ۔ اس نے حضرت صفیہ کو منتخب کیا ، بعد میں کسی نے کہا کہ یہ ایک رئیس کی بیٹی ہے ، اسے لونڈی بنا کر اس سے خدمت لینا ظلم ہے ۔ اس لئے حضور اسے حرمِ نبوی میں داخل کر لیں ۔ حضور نے یہ تجویز مان لی اور اسے آزاد کر کے نکاح کر لیا ۔ بات سیدھی سادی تھی اور تمام احادیث میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا تھا لیکن بخاری کی ایک روایت میں اس واقعہ کو یوں مسخ کیا گیا ہے کہ یہ تمام داستان ہجو بن کر رہ گئی ۔ حضرت انس کہتے ہیں :

" ۔ ۔ ۔ ثم قدمنا خیبر فلما فتح اللہ علیہ الحصن ذکر لہ جمال صفیۃ بنت حیی بن اخطب وقد قتل زوجها وکانت عروسا فاصطفاها رسول اللہ لنفسہ الخ "

کہ پھر ہم خیبر میں آئے ، جب اللہ کے فضل و کرم سے حضور نے قلعہ خیبر فتح کر لیا تو کسی نے کہا کہ صفیہ بنت حیی بڑی خوبصورت لڑکی ہے ۔ اس کا خاوند جنگ میں مر چکا

ہے اور وہ ابھی دلہن ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے لئے پسند کر لیا۔ یعنی رسول اللہ صلعم نے کسی اور خیال سے نہیں بلکہ صفیہ کی شہرتِ حسن سن کر اسے اپنے حرم میں داخل کر لیا۔" (دو اسلام ص۱۲۱)

الجواب:

پہلے خود ایک معنی تجویز کرتے ہیں، پھر اس پر اعتراض کرتے ہیں، اور اصل واقعہ جو پہلے ذکر کیا ہے، اس کو خوب اپنی خاص عبارت میں پیش کیا ہے۔ مثلاً یہ لفظ "اسے لونڈی بنا کر خدمت لینا ظلم ہے" پہلی روایت میں اضافہ کیا ہے۔ اصل روایت تو اتنی تھی کہ وہ رئیس کی بیٹی ہے مگر کہنے والے کا اس سے غالباً مطلب یہی ہوگا کہ اسے لونڈی بنا کر خدمت لینا ظلم ہے۔ اس لئے اس کا اضافہ مناسب سمجھا۔ اسی طرح اس حدیث کا ترجمہ اگر اس طرح کر لیتے (آنحضرتؐ کو لوگوں نے کہا، یہ عورت بہت خوبصورت ہے اور ایسی عورت سے لونڈی بنا کر خدمت لینا ظلم ہے تو آپؐ اس بات کو سمجھ گئے، اس کو اپنے لئے چن لیا اور آزاد کر کے نکاح کر لیا) تو کتنا اچھا تھا!

احادیث کے متعلق یہ قاعدہ ہے کہ اس کے ایک لفظ پر ہی عقیدے یا عمل کی بنیاد نہیں ہوتی کیونکہ راوی بسا اوقات اختصار سے کام لیتے ہیں۔ محدث کو ان تمام الفاظ کو جمع کر کے مطلب نکالنا پڑتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ایک مسئلہ ایک جگہ مختصر ہوتا ہے اور دوسری جگہ مفصل، یہی حال احادیث کا ہے۔

سیرتِ رسول کا ایک اور منظر:

حضورؐ کی کل گیارہ ازواج تھیں جن میں سے دو حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت زینب بنت خزیمہ فوت ہو چکی تھیں اور نو باقی تھیں جو علیحدہ علیحدہ مکانات میں رہتی تھیں حضورؐ ہر گھر باری باری جاتے تھے، ایک رات حضرت عائشہ کے ہاں گزارتے، دوسری حضرت صفیہ کے ہاں، تیسری حضرت میمونہ کے ہاں، وقس علیٰ ہذا۔

اگر کسی وجہ سے حضورؐ اپنے اس دستور العمل میں رد و بدل کرنے پر مجبور ہوتے تو جن کی باری ہوتی اس سے اجازت حاصل کر لیتے۔

اس تمہید کے بعد اب حدیث سنیئے:

"عن قتادۃ عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدور علی نسائہ فی الساعۃ الواحدۃ من اللیل والنہار وھو احدیٰ عشرۃ قال قلت لانس او کان

یطیفہ قال کنا نتحدث انہ اعطی قوۃ ثلاثین رجلا۔" (بخاری)

انس بن مالک نے بتایا کہ رسول کریم صلعم دن ہو یا رات، ایک ہی وقت میں اپنی گیارہ بیویوں کے پاس مجامعت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنی طاقت تھی؟ کہا آپ میں تیس مردوں کی طاقت موجود تھی۔"

ملاحظہ کی آپ نے حضور کی یہ دلچسپ تصویر! یہ حدیث صریحاً غلط ہے، اول اس کا راوی انس ہے اور یہ وہی بزرگ ہیں جنہیں رسول اللہ صلعم کی عمر بھی معلوم نہیں تھی۔

دوم ۵ھ میں حضور کے ہاں صرف سات ازواج زندہ تھیں ۶ھ میں دو کا اور اضافہ ہوا۔ کل نو ہوئیں۔ زینب بنت خزیمہ نکاح کے بعد صرف تین ماہ زندہ رہی تھیں۔ پھر خدیجۃ الکبریٰ کے بغیر کسی اور بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔

سوم۔ حضرت عائشہ کے بغیر سب بیوائیں تھیں اور بعض کی پہلے شوہروں سے اولاد بھی تھی۔ قرآن کہتا ہے:

"انما انا بشر مثلکم"

رسول تم جیسے بشر ہیں۔ لیکن حدیث کہتی ہے کہ ان میں تیس مردوں کی طاقت تھی لیکن حضرت خدیجہ کے بغیر کسی بیوی سے کیوں اولاد نہیں ہوئی؟

میرا خیال ہے کہ حضور نے مدینہ میں آکر ازواج مطہرات کے لئے خود کو بطور شوہر استعمال نہیں فرمایا تھا۔" (دو اسلام)

الجواب:

پہلا اعتراض کہ راوی انس ہے اور اس کا جواب پہلے ہو چکا ہے کہ انسؓ کی روایت عمر کے متعلق صحیح ہے۔

دوسرا اعتراض، "نو بیویاں صرف ۵ھ میں تھیں، گیارہ کا قصہ غلط ہے۔" مگر حافظ ابن حجرؒ نے نو اور گیارہ میں یہ تطبیق دی ہے کہ جس نے گیارہ کہا ہے اس نے ریحانہ اور ماریہ کو بھی شمار کیا ہے حالانکہ دونوں لونڈیاں تھیں۔ ریحانہ کے متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ آپؐ نے اس کو آزاد ہونے اور ملک میں رہنے میں اختیار دیا تھا، اس نے ملک کو پسند کیا اور انسؓ کی روایت میں اختلاف ہے، سعید قتادہؓ سے نو کا ذکر کرتے ہیں اور ہشام گیارہ بتاتے ہیں۔ ان دونوں میں ترجیح دی جا سکتی ہے۔ مثلاً سعید کی روایت کو ترجیح دی جائے، حضرت انسؓ پر اسکا

کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پھر نو[1] کا لفظ بھی تغلیبی ہے کیونکہ مائی سودہؓ نے اپنی باری ہبہ کر دی تھی، باقی صرف آٹھ رہ جاتی ہیں۔ انسؓ کی روایت کے سیاق و سباق سے تو اس حدیث کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ عورتوں کے پاس اس لئے جاتے تھے جس سے غسل لازم ہوتا ہے۔ مگر اس حدیث میں جماع کی صراحت نہیں۔ آپؐ کا یہ جانا صرف خبرگیری کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔

باقی رہا راوی کا یہ استفسار "او یطیقہ" (کہ کیا آپؐ میں اتنی طاقت تھی؟) ہو سکتا ہے کہ اس نے بھی سمجھا ہو کہ انسؓ کی مراد اس سے جماع ہے اور اپنی سمجھ کے مطابق اس نے سوال کر دیا اور انسؓ نے بھی اسی کی بات کا جواب دے دیا کہ ہم باتیں کرتے تھے کہ آپؐ کو تیس ۳۰ مردوں کی طاقت ہے۔ یہ باتیں صحابہ کی اپنی تھیں، ہو سکتا ہے یہ صرف تخمینی ہوں اور حقیقت میں یہ بات کوئی قابلِ اعتراض بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوت دوسرے آدمیوں سے زیادہ ہو۔ آج بھی ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ قوت و ذہانت میں آدمیوں میں تفاوت ہوتا ہے۔ ایک ایک آدمی سو سو پر بھاری ہوتا ہے۔ اس میں کیا تعجب ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راوی نے بھی حدیث کا مطلب یہی سمجھا ہو کہ آپؐ بیویوں کے پاس خبرگیری کے لئے جاتے ہیں مگر ایک اور بات جو الفاظ سے مترشح ہوتی تھی، اگرچہ مراد نہ تھی، اس کے متعلق استفسار کر دیا۔ اثنائے گفتگو میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔

اگر اس کا معنی جماع کا لیا جائے تو اس پر یہ اعتراض (کہ آپؐ نے باری مقرر کر دی تھی) چنداں وزنی نہیں کیونکہ آپؐ کا باری مقرر کرنا اس لئے نہ تھا کہ آپؐ پر باری باری جانا فرض تھا۔ کیونکہ قرآنِ مجید نے اس فریضہ سے آپؐ کو بری الذمہ قرار دیا ہے، فرمایا:

"ترجی من تشاء منهن وتؤوی الیک من تشاء"

کہ "آپؐ اپنی بیویوں میں سے جس کے پاس جانا چاہیں جائیں اور جس کو چھوڑنا چاہیں چھوڑ رکھیں"

... بلکہ آپؐ نے اپنی طرف سے باری بطیبِ خاطر مقرر کی تھی، اس واسطے اس کو ترک بھی کر سکتے تھے۔ اور محدثین نے ایک اور صورت بھی بیان کی ہے کہ جب آپؐ سفر سے واپس آئیں تو اس وقت، قبل اس کے کہ آپ باری باری جانا چاہیں، پہلے کا یہ واقعہ ہو، نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باری والی عورت سے اجازت لے لیں۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ آپؐ میں اگر اتنی قوت تھی تو آپؐ کے ہاں اولاد کیوں نہ ہوئی حالانکہ

---

[1] اس حدیث سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ کیا ایک غسل میں ایک سے زیادہ بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے؟ (ادارہ)

جو عورتیں آپؐ نے بیاہیں، ان کی پہلی اولاد تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی پہلی اولاد تھی۔ پس یہ کہنا کہ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپؐ اپنی بیویوں کو بطور شوہر استعمال نہیں کرتے تھے" قرآن کے لحاظ سے بالکل لغو ہے۔ قرآن مجید میں ہے: یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور الآیۃ

"جس کو چاہے لڑکیاں دے، جس کو چاہے لڑکے اور جس کو چاہے لڑکے لڑکیاں دونوں عطا کرے اور جس کو چاہے بانجھ کر دے"

نیز فرمایا:

"افرأیتم ما تمنون أأنتم تخلقونہ ام نحن الخالقون"

ماریہ قبطیہ سے آپؐ کا فرزند ابراہیم پیدا ہوا مگر آپ تو اس کو بھی داستان ہی بناتے ہیں اور محض اس وجہ سے کہ لونڈی رکھنا آپ کے نزدیک اس حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ لونڈی کو آزاد کر کے نکاح کرنے میں دوہرا اجر ہے۔ اگر قرآن پڑھتے تو آپ کو اس کی وجہ معلوم ہو جاتی۔ قرآن نے کہا ہے:

"لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک" الآیۃ

کہ "اے پیغمبر اس کے بعد تیرے لئے نہ کسی اور عورت سے نکاح جائز ہے اور نہ اس میں رد و بدل کی اجازت ہے ہاں لونڈیاں رکھ سکتے ہو"

جب قرآن نے لونڈیاں رکھنے کی اجازت دے دی اور مزید نکاح کرنے سے منع کر دیا تو آپ اس حدیث پر کیسے عمل کر سکتے تھے؟ اور اس آیت سے سابقہ مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنی قوت موجود تھی جس کی بنا پر باوجود اتنی عورتوں کے لونڈیوں کی اجازت دی گئی۔

پس انسؓ کی روایت کا ظاہری مفہوم بھی کوئی قابل اعتراض نہیں۔ مصروفیات کے بڑھنے سے اگرچہ قوت میں کمی پیدا ہو جاتی ہے مگر اس میں طبائع کا اختلاف ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو آپؐ کی داڑھی مبارک میں صرف بیس بال سفید تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ جو آپؐ سے دو سال چھوٹے تھے دیکھنے میں بڑے معلوم ہوتے تھے حضرت صدیق اکبرؓ آپؐ کے ساتھ ان مصروفیات میں شریک تھے۔ سنہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے سفر میں آپؓ کے ہاں محمد بن ابوبکر پیدا ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسما

بوجھ ان پر آپڑا مسیلمہ کذاب سے مقابلہ، مرتدین سے لڑائی اور منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ کی۔
مگر پھر بھی آپؓ کے ہاں آپ کی وفات کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ (موطا)

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

پیغام

وقت کی آواز

اسلامی معاشرہ کا قیام!

ہمارا معاشرہ، ہمارا ماحول، ہمارے مصائب، ہمارا حال اور ہمارا مستقبل سب اسی کے متقاضی ہیں

سبھی چشم براہ ہیں کہ

وہ مبارک دن کب طلوع ہو گا جب اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہو گا!

تاریک راتوں کے مسافر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ سہانی صبح کب نمودار ہو گی؟

حکیم راحت سعید نسیم سوہدروی